International Research Journal of Religious Studies, Vol.:4, Issue: 02,July,Sep 2024 PP: 67-87

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

زرتشت کے بین الاقوامی تجارت پر اثرات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

ANALYSIS OF ZOROASTRIANISM'S EFFECTS ON INTERNATIONAL TRADE IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

Mussarat Nazir
Phd Scholar,Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Punjab, Pakistan.
Email: mussaratnazir@gmail.com

Dr. Abdul Rashid Qadri
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Punjab, Pakistan.
Email: drirrc2010@gmail.com

Abstract

This paper examines the influence of Zoroastrianism on the development of international trade and its intersections with Islamic teachings. Zoroastrianism, one of the world's oldest monotheistic religions, emphasized ethical commerce, mutual trust, and the protection of trade routes, laying a foundation for early economic interactions across regions such as Persia, Central Asia, and the Indian subcontinent. With the advent of Islam in the 7th century, many of these principles were embraced, modified, and expanded upon within the framework of Islamic ethics. Islamic teachings on trade—such as fairness, honesty, and the prohibition of exploitative practices—align closely with the Zoroastrian focus on justice and social harmony in commerce. This study explores how Zoroastrian traders contributed to the Silk Road and other networks and how Islamic principles later shaped these practices into a cohesive framework that influenced trade across the medieval Islamic world. The analysis highlights the continuity and transformation of trade ethics, fostering intercultural dialogue and economic connectivity.

KeyWords *Zoroastrianism, Islamic teachings, international trade, trade ethics, economic history, Persia, religious influence.*

موضوع کا تعارف:

دنیا کے تمام ادیان میں تجارت کے لیے اپنے اپنے اصول وضابطے ہیں۔ جن پر بنیاد پر متعلقہ دین ومذہب ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تجارت کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ہر دین ومذہب میں مفید اخلاقی اصول بھی واضح کئے گئے ہیں۔ جنھیں کاروباری لحاظ سے کاروباری طریقوں سے اپنایا جاتا ہے۔انہیں اصولوں کو مدنظر رکھ کر تجارتی فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔اس سے معاشرے کو بھی معاشی فائدہ ہوتا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے ضروری تھا کہ زرتشت ازم کی تعلیمات کا جائزہ بین الاقوامی تجارت کے بارے میں لیا جائے اور تحقیق سے ثابت کیا جائے کہ زرتشتی تجارت کے بارے میں کیا اصول وضابطے ہیں اور کس حد تک کاروبار کی اجازت دی گئی ہے۔ زرتشتی تعلیمات کے مطابق متعلقہ اصولوں کو اپنایا جائے تو اس کے مفید نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ تجارتی تعلیمات اور اخلاقیات کے بارے میں Lewis نے بیان کیا ہے کہ اخلاقیات کا تعلق انسانی رویوں سے بھی ہے۔

Ethics guide humans towards morally right behavior.(1)

رزتشت ازم کے پیروکاروں کو مجوسی یا پارسی پکارا جاتا ہے۔ان کے اپنے کاروباری اصول وضابطے ہیں جن کی بنیاد پر یہ اپنا کاروبار کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کاروباری لحاظ سے پارسی کامیاب تاجر ثابت ہوئے ہیں۔ان کی تجارت اور سرمایہ کاری کی سرگرمیوں میں ملوث رہنے کی بہت طویل تاریخ ہے۔پارسیوں کا تجارتی نقطہ نظر سرمایہ کاروں اور تاجروں کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے۔پارسی تجارت میں برداشت کے اصول کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اگرچہ تجارت میں منافع پر توجہ مرکوز رہتی ہے مگر تجارتی آمدن کے لیے صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔مایوسی سے بچتے رہنا چاہئے۔اس اصول کی بنیاد پر تجارتی کامیابی ملتی ہے۔ جیسا کہ Kotak Securities میں وضاحت کی گئی ہے:

Although trading focuses on short-term profits, it takes patience to create trading income of any note, especially if the trading capital. is not very large during bear phases, it does not take much for a trade to throw his towel in despair. At such times one would do well to remember companies that were started by Parsis that are older than a century or two. They survived Challenging times and thrived. when the winds changed. Apart from big business houses. even the Old Iranian restaurants have Staunchly endured even though hip restaurants come and go. (2)

پارسیوں میں چھوٹی چھوٹی تجارت میں کامیابی کی صلاحیت ہے۔وہ ہر کاروبار میں نفع ونقصان کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ چارٹس، رجحانات اور متعلقہ نمونوں کی چھان بین بھی کرتے ہیں اور ان پر توجہ بھی دیتے ہیں جیسا کہ وضاحت کی ہے:

One of the secrets of the Parsi success story is their ability to focus on the details. This is visible in the way they maintain their vintage automobiles, classic radios, antique clocks etc. Similarly traders can pay attention to to technical indicatori by scrutiny- -zing charts, trends, trends, and patterns without ignoring fundamental analysis by studying ratios, cash flow statements, profit and loss statements, and balance sheets of the company.([3])

مزید پارسی تجارتی اصول وضوابط کے بارے میں تحقیق سے بتایا گیاہے کہ انٹرپرائزنگ کمیونٹی میں ان کا عمل دخل ہے۔ بلکہ انٹرپرائزنگ کمیونٹی کے اصول وضوابط بھی پارسیوں نے بنائے ہیں۔ان کے تجارتی اصول وضابطے اور تعلیمات کی روشنی میں وضاحت کرتے ہوئے گودریج انڈسٹریز، برٹانیہ، ٹاٹا گروپ، چینیوں کی شاہراہ ریشم کی تعمیر میں امداد کرنا، جمشید جی ٹاٹا، ہندوستان کا صنعتی منظرنامہ وغیرہ۔یہی وجہ ہے کہ پارسی تجارتی خطرات کو مول لینے میں دوہری صلاحیتیں رکھتے ہیں۔جیسا کہ مندرجہ ذیل میں تذکرہ کیا گیاہے:

Godrej Industries, Britannia, Tata Group the list goes on. This is enough to indicate the sharp business acvity the Parsis posses. From helping the Chinese build the Route to Jamshedji Tata forging India's industrial landscape, aspiring traders could do well to imbibe the twin abilities to think big and take risks. ([4])

پارسی تجارتی تعلیمات میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ پارسی تاجر ہر لحاظ سے اپنی قوم کو اعتماد میں لیتے ہیں اور جو دولت کماتے ہیں وہ عام طور پر ہر معاشرے کی دیکھ بھال کے لیے خرچ کی جاتی ہے۔جیسا کہ ٹاٹا ٹرسٹ پارسیوں کا خیراتی ادارہ رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ پارسی تجارتی مسائل میں دوسروں سے مشورہ ضرور کرتے ہیں اور اس میں وہ ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔یہ تجارتی معاملہ اپنی برادری کے علم میں لاتے ہیں اور یہی ان کی کامیابی کا بڑا سبب ہے۔

زرتشت ازم کے بین الاقوامی تجارت کے اصول وضوابطے:

زرتشت ازم کے پیروکاروں کو پارسی یا مجوسی کہتے ہیں ان کے تجارتی اصول وضابطے مندرجہ ذیل ہیں۔

a) Parsis who are descended from the original Persian emigrants and who are born of both Zoroastrian parents and who profess the Zoroastrian religion.

b) Iranis [here meaning Iranians, not the other group of Indian Zoroastrians] professing the Zoroastrian religion.

c) The children of Parsi fathers by alien mothers who have been duly and properly admitted into the religion.(5)

ا)پارسی جو اصل فارسی ہجرت کرنے والوں کی نسل سے ہیں اور جو زرتشتی والدین دونوں سے پیدا ہوئے ہیں اور جو زرتشت مذہب کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ب)ایرانی[یہاں مطلب ایرانی ہے، نہ کہ ہندوستانی زرتشتیوں کا دوسرا گروہ]جو زرتشتی مذہب کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ج)اجنبی ماؤں کے ذریعہ پارسی باپوں کے بچے جنہیں صحیح طریقے سے مذہب میں داخل کیا گیا ہے۔

سترھویں صدی میں اصل بمبئی بستی کی تشکیل میں پارسی دولت اور خیرات کا گہرا تعلق تھا۔ دیہی گجرات میں جہاز سازی اور تجارت میں کافی کامیابی کے بعد، بہت سے مالدار پارسیوں کو جزیرے کے شہر میں انگریزوں نے زمینیں دے دیں۔ جیجی بھائے، ٹاٹا، گودریج، کاما اور پیٹٹ جیسے مخیر حضرات کے نام ممبئی کے بالکل شہر کے منظر نامے میں اس کی سڑکوں، اسپتالوں، کالجوں اور اسکولوں پر لکھے ہوئے ہیں۔

IT is amazing to note how much the Parsis have shaped the history of India and how far reaching is their impact on the life-style of a common Indian.(6)

یہ دیکھنا حیرت انگیز ہے کہ پارسیوں نے ہندوستان کی تاریخ کو کتنی شکل دی ہے اور ایک عام ہندوستانی کے طرز زندگی پر ان کا کتنا اثر ہے۔

Today, there are about 150,000 Zoroastrians worldwide. While India houses the largest population the Greater Toronto Area comes second.(7)

آج دنیا بھر میں تقریباً150,000 زرتشتی ہیں۔ جب کہ ہندوستان میں سب سے زیادہ آبادی ہے گریٹر ٹورنٹو ایریا دوسرے نمبر پر ہے۔

Though the Parsis came to India a thousand years ago after getting persecuted in Iran and readily dissolved like sugar in Indian milk, it was only during the beginning of the 19th century that the likes of Sir Jamsetjee Jejeebhoy

(1783-1859) began having dreams governed by the basic Zoroastrian tenets of Humatha, Hukatha, Huvarstha, i.e., good thoughts, good words and good deeds.

اگرچہ پارسی ایک ہزار سال پہلے ایران میں ظلم و ستم کا شکار ہونے کے بعد ہندوستان آئے تھے اور ہندوستانی دودھ میں چینی کی طرح آسانی سے گھل گئے تھے، لیکن یہ صرف 19ویں صدی کے آغاز میں ہی تھا جب سر جمسیت جی جیجیبھائے (1783-1859) جیسے خوابوں پر حکومت کرنا شروع ہوئی۔ ہماتھا، ہکاتھا، ہوارستھا کے بنیادی زرتشتی اصولوں کے مطابق، یعنی اچھے خیالات، اچھے الفاظ اور اچھے اعمال۔

Sir Jamsetjee Jejeebhoy buys a fleet of ships and gets involved in the opium-trade with China that becomes a single crucial factor in the emergence of Bombay as a metropolis.[(8)]

سر جمسیت جی جی بھوئے بحری جہازوں کا ایک بیڑا خریدتے ہیں اور چین کے ساتھ افیون کی تجارت میں شامل ہو جاتے ہیں جو بمبئی کے ایک میٹروپولیس کے طور پر ابھرنے کا واحد اہم عنصر بن جاتا ہے۔

جمسیت جی جی جیبھائے، سر (1783-1859): چین کے ساتھ کھلی سمندری تجارت؛ مخیر حضرات، جے جے ہسپتال، آوابائی جمسیٹ جی جیجیبھائے لیڈی، اپنے شوہر سر جمسیٹ جی جیجیبھوئے فلاحی کام جاری رکھے ہوئے ہیں، ماہم کاز وے کے بلڈر، بمبئی اور سالسیٹ (شمالی بمبئی) کے دو جزیروں کو جوڑتے ہیں۔

Sir Jamshedji Jeejeebhoy's grit, business acumen, absolute integrity and honesty established his reputation. As his wealth increased, he donated generously and was involved in several philanthropic activities. For his munificence the British conferred upon him the unique honour of Knighthood on March 2, 1842, bestowed to an Indian for the first time. In 1857 he was given a higher honour that of Baronetcy and the hereditary title of Jeejeebhoy, which was inherited by his eldest son Cursetjee Jeejeebhoy.

سر جمشید جی جی بھوئے کی ہمت، کاروباری ذہانت، مکمل دیانت اور ایمانداری نے ان کی شہرت قائم کی۔ جیسے جیسے اس کی دولت میں اضافہ ہوا، اس نے دل کھول کر چندہ دیا اور کئی فلاحی کاموں میں حصہ لیا۔ ان کی مہربانی کے لیے انگریزوں نے انہیں 2 مارچ 1842 کو نائٹ ہڈ کا منفرد اعزاز عطا کیا، جو پہلی بار کسی ہندوستانی کو دیا گیا۔ 1857 میں انہیں بیرنیسی کا ایک اعلیٰ اعزاز اور جیجیبھائے کا موروثی لقب دیا گیا، جو ان کے بڑے بیٹے کرسیٹ جی جی جیبھائے کو وراثت میں ملا تھا۔

Khursheed Jeejeebhoy, Toronto's top gastroenterologist at St Michael's Hospital is recipient of 23 international awards and author of 300 research papers.(9)

سینٹ مائیکل ہسپتال میں ٹورنٹو کے سرفہرست معدے کے ماہر خورشید جی جیبھائے 23 بین الاقوامی ایوارڈز اور 300 تحقیقی مقالوں کے مصنف ہیں۔

Ardeshir Godrej (1868-1936) produces world-class fall-resistant, burglar-proof and fire-resistant safes.(10)

اردشیر گودریج (1868-1936) عالمی معیار کے زوال سے بچنے والے، چوری سے بچنے والے اور آگ سے بچنے والے سیف تیار کرتے ہیں۔

Into the fourth generation, the Godrej group is over a century old. Started by Ardeshir Godrej in 1887, the three generations have built the group. Awarded the Citizen of the Year in 2003 by the Economic Times for its contribution to social development, the family strongly believes in the trusteeship role.(11)

چوتھی نسل میں، گودریج گروپ ایک صدی سے زیادہ پرانا ہے۔ اردشیر گودریج نے 1887 میں شروع کیا، تین نسلوں نے اس گروپ کو بنایا۔ اکنامک ٹائمز کی جانب سے 2003 میں سماجی ترقی میں اس کی شراکت کے لیے سٹیزن آف دی ایئر سے نوازا گیا، خاندان ٹرسٹیشپ کے کردار پر پختہ یقین رکھتا ہے۔

اردشیر گودریج (1868–1936): موجد؛ ان کے ساتھ پیروشا گودریج (1882–1972): کاروباری؛ گودریج صنعتی سلطنت کے شریک بانی ہیں۔

جہانگیر رتن جی دادابھائے ٹاٹا (1904-1993) ہندوستان میں ہوابازی کے علمبردار ہیں۔(12)

جمسیت جی نسروان جی ٹاٹا (1839-1904) نے ایک سائنس انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے، لوہے اور سٹیل کی کمپنی قائم کرنے اور پن بجلی کی پیداوار شروع کرنے کے خواب دیکھے۔ تاہم یہ خواب ان کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ بعد میں شرمندہ تعبیر ہوسکے۔

رتن نیول ٹاٹا (پیدائش 1937): ٹاٹا سنز کے چیئرمین ایمریٹس۔ ٹاٹا گروپ آف کمپنیوں کے سابق چیئرمین؛ ریزرو بینک آف انڈیا کے مرکزی بورڈ کے رکن روسی مودی (پیدائش 1918): ٹاٹا اسٹیل لمیٹڈ کے سابق چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر۔ وہ سرہومی مودی کے بیٹے اور پیلو مودی کے بھائی ہیں۔

رتن جمشیٹ جی ٹاٹا، سر، جمشیٹ جی ٹاٹا کے چھوٹے بیٹے، صنعت کار اور مخیر حضرات، سر رتن ٹاٹا ٹرسٹ

نوروجی سکلات والا1932 سے 1938 میں اپنی بے وقت موت تک ٹاٹا گروپ آف کمپنیوں کے چیئرمین۔

جمسیت جی نسروان جی ٹاٹا(1839–1904): صنعت کار؛ ٹاٹا گروپ آف کمپنیوں کے بانی، جواہر لعل نہرو کے ذریعہ "ایک شخصی منصوبہ بندی کمیشن" کے عنوان سے

دورابجی ٹاٹا، سر(1859–1932): صنعت کار اور مخیر حضرات، سر دوراب ٹاٹا ٹرسٹ۔

جہانگیر رتن جی دادابھائے(جے آر ڈی) ٹاٹا(1904–1993): صنعت کار؛ بھارت کی پہلی تجارتی ایئر لائن کے بانی: ایئر انڈیا

Sir Nusserwanjee Wadia started the first textile company in 1879. Bombay Dyeing is the major brand and revenue source. His son Nusli Wadia, and Jeh Wadia have taken the entrepreneurial spirit forward.(13)

سر نسروانجی واڈیا نے پہلی ٹیکسٹائل کمپنی 1879 میں شروع کی۔ بامبے ڈائنگ ایک بڑا برانڈ اور آمدنی کا ذریعہ ہے۔ ان کے بیٹے نصلی واڈیا اور جیہ واڈیا نے کاروباری جذبے کو آگے بڑھایا ہے۔

واڈیا جہاز سازی کے خاندان کے اردشیر کرسیٹجی، رائل سوسائٹی کے پہلے ہندوستانی منتخب فیلو۔

نیس واڈیا(پیدائش 1970): بامبے ڈائنگ کے جوائنٹ مینجنگ ڈائریکٹر۔

لوجی نسروانجی واڈیا(1702–1774): جہاز ساز اور بحری معمار؛ ایشیا میں پہلی خشک گودی بنانے والا

On the political, economic and constitutional front, Sir Pherozeshah Mehta (1845-1915) strives for establishing the local-self government in Bombay; Ardeshir Darabshaw Shroff (1899-1965) becomes a powerful spokesman for private industry in an increasingly government regulated economy; Dadabhoy Naoroji (1825-1917) becomes famous for his Drain Theory; Nani A. Palkhivala (1920-2002) argues effectively against all odds that the Parliament can't alter the basic structure of the Constitution.(14)

سیاسی، اقتصادی اور آئینی محاذ پر، سر فیروز شاہ مہتا(1845–1915) بمبئی میں مقامی خود حکومت کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔ اردشیر درابشا شراف(1899–1965) تیزی سے حکومتی ضابطہ معیشت میں نجی صنعت کا ایک طاقتور ترجمان بن جاتا ہے۔ دادابھائے نوروجی(1825–1917) اپنے ڈرین تھیوری کے لیے مشہور ہوئے۔ نانی اے پالکھی والا (1920–2002) تمام مشکلات کے خلاف مؤثر طریقے سے دلیل دیتے ہیں کہ پارلیمنٹ آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تبدیل نہیں کر سکتی۔

There are revolutionaries, scientists, soldiers and artists. Madame Bhikhaiji Rustom Cama (1861-1936) works in exile for the cause of Indian nationalism unfurling India's first national flag on the foreign soil. Homi Jehangir Bhabha (1909-1966) cultivates a formidable group of scientists for the Tata Institute of Fundamental Research and for India's nuclear programme. Field Marshal S.H.F.J. Manekshaw leads the Indian Army to victory in the 1971 Indo-Pak war. Zubin Mehta conducts the famous Israel Philharmonic, Los Angeles Philharmonic and New York Philharmonic orchestras.(15)

انقلابی، سائنسدان، سپاہی اور فنکار ہیں۔ مادام بھیکھائی جی رستم کاما (1861-1936) جلاوطنی میں ہندوستانی قوم پرستی کے مقصد کے لیے غیر ملکی سرزمین پر ہندوستان کا پہلا قومی پرچم لہرا رہی ہیں۔ ہومی جہانگیر بھابھا (1909-1966) ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف فنڈامینٹل ریسرچ اور ہندوستان کے جوہری پروگرام کے لیے سائنس دانوں کا ایک مضبوط گروپ تیار کرتے ہیں۔ فیلڈ مارشل S.H.F.J. مانیک شا نے 1971 کی پاک بھارت جنگ میں ہندوستانی فوج کو فتح تک پہنچایا۔ زوبن مہتا مشہور اسرائیل فلہارمونک، لاس اینجلس فلہارمونک اور نیویارک فلہارمونک آرکیسٹرا چلاتے ہیں۔

سائنس اور صنعت میں ہندوستان کے نامور پارسی:

اردشیر درابشا شراف (1899–1965): ماہر معاشیات۔ 1944 بریٹن ووڈز کانفرنس میں مندوب؛ بمبئی پلان کے شریک مصنف؛ انوسٹمنٹ کارپوریشن آف انڈیا کے بانی ڈائریکٹر؛ بینک آف انڈیا کے پہلے ہندوستانی چیئرمین

• Byram Dinshawji Avari (پیدائش 1942): پاکستانی ہوٹل مالک، آواری گروپ آف کمپنیوں کے بانی اور چیئرمین۔

• Byramjee Jeejeebhoy Sir: مخیر حضرات اور B.J میڈیکل کالج، پونے کے بانی۔

• کاواسجی جہانگیر، سر (1879–1962): سول انجینئر؛ بمبئی کا ماسٹر کنسٹرکٹر

• کاواس جی شواکشا دنشا (اڈین والا) (1827–1900): کاروباری؛ عدن کی جدید بندرگاہ کا بانی

• کاواس جی جہانگیر ریڈی منی سر، (1812–1878)، پہلا بیرونیٹ، مخیر، بمبئی یونیورسٹی کی مختلف تعلیمی عمارتوں سمیت۔

سائرس پالونجی مستری (پیدائش 1968): ٹاٹا گروپ کے چیئرمین؛ آئرش تاجر

سائرس پوناوالا (پیدائش 1945): صنعت کار، فارماسولوجسٹ؛ سیرم انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا کے شریک بانی

• ڈنشا مانیک جی پیٹ، سر (1823–1901): ہندوستان میں پہلی ٹیکسٹائل فیکٹریوں کی بنیاد رکھی

• ہومی جہانگیر بھابھا(1909–1966): ایٹمی سائنسدان؛انڈین اٹامک انرجی کمیشن کے پہلے چیئرمین۔

ہومی نسروانجی سیٹھنا (1923–2010): پدم وبھوشن ایوارڈ یافتہ، کیمیکل انجینئر۔ ہندوستان کے پہلے جوہری دھماکہ خیز ڈیوائس کی تیاری میں رہنمائی کی۔

• ہرمسجی نوروجی مودی، سر(1838-1911): ہانگ کانگ میں فنانسر اور صنعت کار

• جہانگیر ہرمسجی رتنجی(1880–1960): صنعت کار۔ ہانگ کانگ کی پہلی بریوری کی بنیاد رکھی؛ مشرق بعید میں پہلا انسداد تپ دق سینیٹوریم قائم کیا۔

• کیکی داڈی سیٹھ(پیدائش1946): ہوم اینڈ پرسنل کیئر ڈائریکٹر،یونی لیور پی ایل سی

• نادرشا ایڈولجی ڈنشا(18??–1924؟): صنعت کار اور مخیر حضرات؛این ای ڈی انجینئرنگ کالج۔

• پالونجی مستری(پیدائش1929): تعمیراتی ٹائیکون

سر جمسیت جی جی جی بھوئے، پہلے ہندوستانی جنہیں نائٹ کیا گیا اور پھر اپنے خیراتی کاموں کے اعتراف میں بارونیٹ بنایا گیا۔ کم عمری میں یتیم ہو گئے اور اپنے مستقبل کے سسر کے کاروبار میں روزی کمانے کے لیے نوساری سے بمبئی چلے گئے۔

ایف این بٹلی والا نے 1801 میں چین کی تجارت میں جانے سے پہلے خالی بوتلیں جمع کرنے اور بیچنے کا کاروبار شروع کرنے کے لیے تقریباً1790 میں نوساری چھوڑ دیا تھا، جہاں وہ دوبارہ جیجی بھوئے کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اپنے بعد کے سالوں میں، جیجی بھوئے نے نوساری اور گجرات کے دیگر مراکز کا دورہ کیا، جس میں ایک درِ مہر، سگدی کے ارد گرد دیواریں (جنازہ گاہوں میں آگ لگانے کے لیے عمارت) اور کنواں، موسمی تہواروں کے لیے ایک ہال (گھمبر / گھانبار) اور ایک اسکول، نیز غریبوں کے لیے ڈول۔ اس نے نوساری میں اپنے ہم مذہبوں کو پول ٹیکس ادا کرنے سے بچانے کے لیے گاکواڑ کو11,907 روپے بھی ادا کیے تھے۔

زرتشت ازم کے بیان الاقوامی تجارت پر اثرات:

دین ومذہب بین الاقوامی تجارت پر مثبت اور منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ دینی اثرات کا اثر تجارت وخدمات پر بھی ہوتا ہے۔ بین الاقوامی سطح کی تجارت میں مشترکہ دینی شخصیات میں شراکت داری اور اعتماد کی فضا قائم ہوتی ہے اس کی وجہ سے بین الاقوامی لین دین میں اخراجات میں کمی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر دین ومذہب کا تجارت کے بارے میں اپنا اپنا نقطہ اخلاق ہے۔ بین الاقوامی سطح پر زیادہ کوشش کی جاتی ہے کہ متعلقہ تاجر یا ملک کے مذہب ودین کو مد نظر رکھا جائے ۔امداد کرنے والے ممالک بنیادی طور پر اپنے عقیدے کی حدود وقیود کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔

دنیا کے قدیم وجدید ادیان کی تعلیمات کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ انکی تعلیمات کے بین الاقوامی تجارت پر کتنے اثرات مرتب ہوتے ہیں ان ادیان میں زرتشت ازم، جین مت، یہودیت، مسیحیت اور دین اسلام کی تعلیمات کو اس بارے

میں مد نظر رکھا گیا ہے۔ دین و مذہب کے بین الاقوامی تجارت پر اثرات کے بارے میں Matthias Hellen نے یوں وضاحت کی ہے کہ

Religious beliefs can infl uence trading behavior in mainly two ways. First, sharing the same religious belief often implies sharing similar values. A common religion may therefore enhance trust between trading partners and reduce transaction costs. As a consequence, the trade volume between traders of the same religion should be higher than trade between different religions. Second, each religion has its own ethical standpoint towards the activity of trading. As we will see in the next section in greater detail, some religions perceive trade as a necessity, others as a value creating activity.

We consider it therefore as crucial to understand the view of each religion on trade. Since we would like to examine the infl uence of religions on international trade, we consider only religions that are practiced in several countries.([16])

دور حاضر میں بین الاقوامی سطح پر تجارتی اعداد و شمار کو مختلف ذرائع سے اکٹھا کیا گیا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ مذہبی و دینی لحاظ سے کافی اثرات رونما ہوئے ہیں یعنی مذہبی و دینی لحاظ سے تجارتی کارکردگی اثر انداز ہوئی ہے۔ زرتشت کے پیروکار پارسی کہلاتے ہیں۔

دور حاضر میں زیادہ تر پارسی بمبئی ہندوستان میں رہتے ہیں علاوہ بنگلور و کرناٹک ہندوستان اور کراچی پاکستان میں بھی آباد ہیں۔ ابتداء میں پارسی ایران سے ہجرت کرتے تقریباً 8 ویں صدی کے اواخر میں کاٹھیاوار کے دیو میں آباد ہوئے۔ بعد میں گجرات ہندوستان میں زراعت پیشہ سے منسلک ہو گئے تھے۔ تقریباً 800 سال تک اسی پیشے سے منسلک رہے۔ سترہویں دی کے شروع سے پارسیوں میں تجارت کا جذبہ پیدا ہوا۔ جب انڈیا میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا کنٹرول ہوا تو گجرات کے پارسیوں نے بمبئی میں آباد ہونا شروع کر دیا۔ پارسیوں کا تجارتی سفر تقریباً 1668ء سے شروع ہوا جو 18 ویں صدی تک مکمل طور پر تجارتی برادری ہو گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پارسیوں نے 19 ویں صدی میں بھاری صنعتوں بالخصوص ریلوے اور جہاز سازی کی صنعتوں میں کافی کامیابی حاصل کی۔ اور ہندوستان کی تجارت پر کافی اثر و رسوخ قائم کر لیا جو ابھی تک باقی ہے۔ جیسا کہ Britanica میں وضاحت کی گئی ہے

With the establishment of British trading posts at Surat and elsewhere in the early 17th century, the Parsis' circumstances altered radically, for they were in some ways more receptive of European influence than the Hindus or Muslims and they developed a flair for commerce. Bombay came under the control of the East India Company in 1668, and, since complete religious toleration was decreed soon afterward, the Parsis from Gujarāt began to settle there. The expansion of the city in the 18th century owed largely to their industry and ability as merchants. By the 19th century they were manifestly a wealthy community, and from about 1850 onward they had considerable success in heavy industries, particularly those connected with railways and shipbuilding.([17])

مذہب مثبت انسٹی ٹیوشنل اور نیٹ ورک اثرات قائم کرے۔ اشیاء و خدمات دونوں میں بین الاقوامی سطح کی تجارت میں اضافہ کرتا ہے۔ بلکہ اشیاء کے مقابلے میں خدمات کی تجارت کو بڑھاتا ہے۔ علاوہ ازیں مذہبی کشادگی کے لئے تجارتی کارکردگی کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ مذہبی عقائد کے پیش نظر عبادت گاہوں میں حاضری میں اضافہ معاشی ترقی کو کم کرتا ہے۔ بعض مذہبی عقائد میں اضافہ کی وجہ سے بالخصوص جنت، دوزخ، آخرت کی زندگی سے معاشی ترقی میں اضافہ ہوتا ہے ۔ مذہب میں اختلافات بھی بین الاقوامی کاروبار کو متاثر کرنے میں مغرب سے مشرق تک تجارتی راستوں کے پھیلاؤ میں مذہب کا خاص کردار ہے جیسا کہ شاہراہ ریشم وغیرہ بدھ مت، مسیحیت اور دین اسلام بنیادی طور پر تاجروں اور مشنریوں کے ذریعے پھیلے۔ ان کا سبب تجارتی قافلے تھے۔ اسی طرح مذہب اور تجارت کے اثرات مشرقی افریقہ میں دیکھائی دیئے۔ مذہب اور ذات پات کے نظام بھی بین الاقوامی تجارت پر اثر انداز ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ سالانہ مذہبی آزادی اور تجارت فاؤنڈیشن کی تحقیق کی مطابق تقریبا2 ٹریلین ڈالر خرچ کرتا ہے۔ مذہب کوئی علاج نہیں ہے لیکن مذہب سے منسلک لوگ وادارے، فنڈنگ، جدت طرازی بااختیاری سماجی تحریکوں اور خدمات کی فراہمی کے لیے اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ مسیحیت اور زرتشت ازم کے پھیلاؤ کے بارے میں یوں وضاحت کی گئی ہے۔

During the height of the trade along the Silk Road, not only did merchants pass along commodities, but they also spread ideas. Religions such as Manichaeism Zoroastrianism, Nestorian Christianity Safe passage through the granny track Networks that comprised the silk Road and are givers memy.([18])

کاروباری تنظیموں میں بھی مذہبی امتیاز کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ آجر بعض واوقات مذہبی امتیازی سلوک میں ملوث ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے کاروبار متاثر ہوتا ہے۔

Lance Jenott - University of washington"، کی تحقیق کے مطابق زرتشت ازم کے اثرات سلک روڈ کے اثرات چین اور ایشیاء کے دیگر ممالک پر بھی ہوئے۔ ممکن ہے کہ چین تک زرتشت ازم کے ماننے والے جنہیں پارسی کہا جاتا ہے تاجروں کے ذریعے چین تک رسائی کی ہو۔

الغرض بمبئ بستی کی تشکیل میں پارسی دولت اور خیرات کا گہرا تعلق تھا۔ دیہی گجرات میں جہاز سازی اور تجارت میں کافی کامیابی کے بعد، بہت سے مالدار پارسیوں کو جزیرے کے شہر میں انگریزوں نے زمینیں دے دیں۔ بہت سے پارسی مخیر حضرات کے نام ممبئ کے بالکل شہر کے منظر نامے میں اس کی سڑکوں، اسپتالوں، کالجوں اور اسکولوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ دور حاضر میں زیادہ تر پارسی بمبئ ہندوستان میں رہتے ہیں علاوہ بنگلور و کرناٹک ہندوستان اور کراچی پاکستان میں بھی آباد ہیں۔ ابتداء میں پارسی ایران سے ہجرت کرتے تقریباً 8ویں صدی کے اواخر میں کاٹھیاوار کے دیو میں آباد ہوئے۔ بعد میں گجرات ہندوستان میں زراعت پیشہ سے منسلک ہو گئے تھے۔ تقریباً 800 سال تک اسی پیشے سے منسلک رہے۔ سترہویں دی کے شروع سے پارسیوں میں تجارت کا جذبہ پیدا ہوا۔

اسلامی قوانین کی روشنی میں زرتشت کی تجارتی اصولوں کا جائزہ:

حضور نبی اکرم a نے مبیع یعنی مال تجارت کی عدم موجودگی میں اس کی خرید و فروخت سے منع کیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ عدم رؤیت یا عدم تحقیق کی وجہ سے وہ نزاع ہے جو بعد میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اس حوالے سے چند احادیث ملاحظہ کریں:

حضرت حکیم بن حزام g(54ھ) روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم a نے مجھے غیر مملوک اور غیر موجود چیزوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے:

نَهَانِي رَسُولُ اللهِ a أَنْ أَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدِي.(19)

”حضور نبی اکرم a نے مجھے اس چیز کو بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہیں۔“

امام ابو داود نے مذکورہ روایت کو یوں بیان کیا ہے کہ حضرت حکیم بن حزام g نے حضور نبی اکرم a سے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي أَفَأَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ فَقَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ.(20)

”یارسول اللہ (a)! میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور وہ مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔ کیا میں اس کے لیے بازار سے خرید کر لے آؤں؟ فرمایا کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اسے فروخت نہ کرو۔“

3۔ امام مالک روایت کرتے ہیں کہ عہد صحابہ میں ایک شخص نے دوسرے سے ادھار غلہ خریدنا چاہا۔ بائع مشتری کو بازار لے گیا اور اسے بورے دکھا کر کہنے لگا: کون سا غلہ میں تمہارے واسطے خریدوں؟ مشتری نے کہا:

أَتَبِيعُنِي مَا لَيْسَ عِنْدَكَ؟

"کیا تو میرے ہاتھ اس چیز کو بیچتا ہے جو تیرے پاس موجود نہیں ہے؟"

پھر بائع اور مشتری دونوں اس نزاع کے تصفیہ کے لیے حضرت عبد اللہ بن عمروk کے پاس آئے اور آپ سے یہ معاملہ بیان کیا۔ حضرت عبد اللہg نے مشتری سے کہا:

لَا تَبْتَعْ مِنْهُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ. وَقَالَ لِلْبَائِعِ: لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ.(21)

"ایسی چیز مت خرید جو بائع کے پاس نہیں اور بائع سے کہا: وہ چیز مت بیچ جو تیرے پاس موجود نہیں۔"

اس ممانعت کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے معاملہ طے کر لینے کے بعد ایسی چیز بازار سے مفقود ہو جائے یا جس نرخ پر سودا طے ہوا تھا اس کی نسبت کمی بیشی ہو جائے۔ اس طرح مال مہیا نہ کر سکنے کی صورت میں فریقین کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو سکتی ہے یا کسی ایک کو نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس نقصان سے بچنے کے لیے اسلام نے مالِ تجارت کی عدم موجودگی میں بیع سے منع کیا ہے۔

فروخت سے قبل مبیع کو منتقل کرنا:

حضور نبی اکرمa نے عامۃ الناس کے وسیع تر مفاد میں مبیع کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کرنے سے قبل اسی جگہ فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ذیل میں اس موقف پر چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت عبد اللہ بن عمرk روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمa نے مالِ تجارت کو دوسری جگہ منتقل کرنے سے قبل اسی جگہ فروخت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ آپg روایت کرتے ہیں:

كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ a أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ.(22)

"لوگ غلے کا سودا بازار کے اوپر والے سرے پر کر لیتے تھے، پھر اس مال کو اسی جگہ بیچ دیا کرتے تھے۔ رسول اللہa نے اُنہیں اس مال کو اسی جگہ پر بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اسے دوسری جگہ منتقل کر لیں۔"

2۔ عہد نبوی میں مبیع کو دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنے والے کو ریاست کی طرف سے سزا ملتی تھی۔ سالم سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا:

رَأَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ a إِذَا اشْتَرَوْا الطَّعَامَ جُزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُبْلِغَهُ إِلَى رَحْلِهِ.(23)

"میں نے لوگوں کو دیکھا کہ رسول اللہa کے عہد مبارک میں انہیں سزا دی جاتی تھی جب کہ وہ اناج خریدتے اور اپنے گھر لے جانے سے پہلے اسے فروخت کر دیا کرتے۔"

مالِ تجارت کو آگے فروخت کرنے سے قبل کسی اور مقام پر منتقل کرنے میں کئی مصلحتیں مضمر ہیں۔ اس سے احتکار واکتناز (24) کے علاوہ سٹہ بازی (25) کی لعنت سے بھی چھٹکارا ملتا ہے۔ اس سے نہ صرف قبضہ متحقق ہوتا ہے بلکہ مبیع کی اچھی طرح چھان پھٹک بھی ہو جاتی ہے۔ مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے ایک طرف کئی افراد کا روزگار لگ جاتا ہے اور دوسری طرف ان لوگوں تک بھی اشیائے ضرورت پہنچ جاتی ہیں جو بغیر انتقال کے شاید نہ پہنچ پاتیں۔

قبضہ سے قبل فروخت کرنے کی ممانعت:

مال تجارت پر قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنے کی ممانعت پر متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان احادیث میں بعض مطلق ہیں جبکہ بعض خاص اشیاء کے ساتھ مقید ہیں۔ ان میں سے چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت حکیم بن حزام g سے مروی حدیث میں قبضہ سے قبل فروخت کرنے کی علی الاطلاق ممانعت ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں میں نے حضور نبی اکرم a سے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَبْتَاعُ هَذِهِ الْبُيُوعَ فَمَا يَحِلُّ لِي مِنْهَا وَمَا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ قَالَ : يَا ابْنَ أَخِي لَا تَبِيعَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَقْبِضَهُ.(26)

"اے اللہ کے رسول a! میں خرید و فروخت کے یہ معاملات کرتا ہوں، تو میرے لئے ان میں کیا حلال ہے اور کیا حرام؟ آپ a نے فرمایا: اے بھتیجے، کسی چیز پر قبضہ کئے بغیر اسے آگے فروخت نہ کرو۔"

2۔ قبضہ سے قبل فروخت کی ممانعت والی بعض احادیث طعام یعنی خوردنی اشیاء کے ساتھ مقید ہیں، مثلاً: حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عباس k کو فرماتے ہوئے سنا:

أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ a فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ.(27)

"قبضہ کرنے سے پہلے جس مال کو بیچنے سے نبی کریم نے منع فرمایا ہے وہ غلہ (طعام) ہے۔"

یہ چند احادیث بطور مثال کے پیش کی گئی ہیں، ان کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جن کی بنیاد پر فقہائے مجتہدین میں اختلاف بھی ہوا ہے، جیسے ابن حزم (456ھ) نے عطاء کا اختلاف نقل کیا ہے کہ وہ قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کو مطلقاً جائز تصور کرتے تھے (28)۔ اس کے برعکس جمہور فقہاء فی الجملہ قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کے ناجائز ہونے پر متفق ہیں۔

عالمی تجارت اور قبضہ سے قبل متعدد ہاتھوں میں فروخت:

اوپن مارکیٹ اور بین الاقوامی تجارت میں اب رواج یہ ہے کہ جہاز پر مال لوڈ کرنے کے بعد بائع کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور مال مشتری کی ضمانت میں آ جاتا ہے۔ اب عملی طور پر ہوتا یہ ہے کہ مال ابھی سمندر میں جہاز پر ہی ہے کہ پہلا خریدار دوسرے شخص کے ہاتھ اسے فروخت کر کے اپنی ضمانت سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر گہرے غور و خوض کے بعد کچھ حضرات نے اس کے جواز کی رائے دی ہے جبکہ بیشتر حضرات نے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔

قبضہ کیے بغیر نفع لینے کی ممانعت:

حضور نبی اکرم نے مال تجارت پر حسی یا معنوی قبضہ (29) کیے بغیر اس سے فائدہ اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہa نے فرمایا:

وَلَا رِبْحُ مَالَمْ تَضْمَنْ وَلَابَيْعُ مَالَيْسَ عِنْدَكَ.(30)

"جو چیز تمہاری ضمانت میں نہ ہو اس کا نفع جائز نہیں اور نہ اس چیز کی بیع جائز ہے جو تمہارے پاس نہ ہو۔"

نفس مسئلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال پر قبضہ کرنے سے پہلے اُسے آگے فروخت کرنا بیع فاسد ہے، اگرچہ رکن بیع اور محل بیع میں کوئی خلل نہیں ہے لیکن غرر اور دھوکہ ہو سکتا ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی(1244۔1306ھ)فرماتے ہیں:

وَفِي الْمَوَاهِبِ وَفَسَدَ بَيْعُ الْمَنْقُولِ قَبْلَ قَبْضِهِ.(31)

"مواہب میں ہے کہ منقولہ شے کی بیع اس پر قبضہ سے پہلے فاسد ہے۔"

قبضہ سے پہلے مبیع کی ضمان کا حکم:

تجارت میں پیش آمدہ خطرات و حوادث کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بین الاقوامی تجارت میں نقصان کا اندیشہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ نقصان کی صورت میں کسی بھی جھگڑے اور ابہام سے بچنے کے لیے اس امر کا تعین لازم ہے کہ وہ مال کس کی ضمان (guarantee) میں ہے۔ مثال کے طور پر ایک ملک سے مال تجارت جہاز پر لاد دیا گیا لیکن خریدار نے ابھی تک اسے اپنی تحویل میں نہیں لیا تو اب کسی نقصان یا حادثہ کی صورت میں ضمان کس پر ہوگا؟۔ نیز کیا ضمان کے بغیر خریدار اسے آگے فروخت کر سکتا ہے؟

- شوافع کے نزدیک چونکہ قبضہ سے پہلے مبیع فروخت کنندہ کی ضمان میں ہوتی ہے، لہذا مبیع کے ضائع ہونے کی صورت میں عقد کالعدم ہو جائے گا۔(32)
- مالکی مذہب کے مطابق صحیح اور لازم عقدِ بیع سے مبیع کی ضمان فروخت کنندہ سے خریدار کی طرف سے منتقل ہو جاتی ہے۔(33)
- احناف کے ہاں قبضہ سے پہلے مبیع فروخت کنندہ کی ضمان میں ہوتی ہے، لہٰذا قبضہ سے پہلے اس کے ضائع ہونے کی صورت میں عقد بیع فسخ ہو جائے گا۔ اگر مبیع کسی تیسرے شخص کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے تو اس پر نقصان کا تاوان لازم ہو گا نیز خریدار کو اختیار ہو گا چاہے تو معاملہ بیع کو کالعدم قرار دے کر فروخت کنندہ سے مبیع کی قیمت یا مثل کا مطالبہ کرے اور چاہے تو عقد کو نافذ قرار دے کر اس تیسرے شخص سے تاوان کا مطالبہ کرے۔(34)

- حنابلہ کے ہاں راجح یہ ہے کہ ناپ کر، وزن کر کے اور شمار کر کے فروخت کی جانے والی اشیاء خریدار کی ضمان میں صرف قبضہ کے ذریعہ آتی ہیں، خواہ وہ متعین ہوں جیسے غلے کا ایک متعین ڈھیر یا غیر متعین ہوں جیسے غلے کے ڈھیر میں سے ایک کلو۔(35)

ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی شریعت میں مال پر قبضہ کی حکمت و مصلحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شریعت مطہرہ کی طرف سے قبضے (possession) کی شرط بنیادی طور پر اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ اس کا رِسک خریدار کی طرف منتقل ہو جائے اور یہ ضمان حسی قبضے کی صورت میں تو خریدار کی طرف منتقل ہونا واضح ہے تاہم اگر حکمی قبضہ (constructive possession) ہو مثلاً delivery order میں نمبرنگ کے ذریعے بنڈلز کو اس طرح متعین کر دیا گیا ہو کہ بنڈلز پر سیریل نمبر لگے ہوئے ہوں اور خریدار کو جو D.O دیا جائے، اس میں تعیین کر دی جائے کہ فلاں نمبر سے فلاں نمبر (مثلاً ایک سے ہزار) تک کے بنڈلز آپ کے ہیں اور خریدار کو وہاں سے اپنا سامان اٹھانے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اس صورت میں بھی رسک (risk) اس کی طرف منتقل ہو جائیگا اور اس کے لئے یہ مال آگے فروخت کرنا جائز ہو گا۔"(36)

بین الاقوامی تجارت میں حسی قبضہ کے بغیر جہاز میں ہی مال کی خرید و فروخت کے بارے میں علامہ محمد رضوان القاسمی لکھتے ہیں:

"بین الاقوامی تجارت میں شپنگ کی جو صورت رائج ہے اس میں جہاز پر مال چڑھا دینے کے بعد اصل بائع کا ذمہ فارغ ہو جاتا ہے، اور اگر مشتری تک مال پہنچنے سے پہلے ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا اور پھر یہ مشتری مال کی وصولی سے پہلے جبکہ مال سمندر میں ہے، تیسرے شخص کے ہاتھوں فروخت کر دیتا ہے، اور مال کے ضائع ہونے کی صورت میں اس کا ضامن نہیں ہوتا، بلکہ تیسرا شخص ضامن ہوتا ہے، یہ صورت بھی جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ بھی "بیع قبل القبض" کے قبیل سے ہے۔"(37)

ڈیجیٹل ٹریڈنگ کے اس دور میں احوال و ظروف کے تغیر کی وجہ سے فقہاء کے نزدیک قبضہ کا مفہوم بدل گیا ہے۔ صدیوں قبل امام کاسانی کی بصیرت نے اس امر کو بھانپ لیا تھا۔ آپ مبیع پر قبضہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

وَلا يُشْتَرَطُ الْقَبْضُ بِالْبَرَاجِمِ لِأَنَّ مَعْنَى الْقَبْضِ هُوَ التَّمَكُّنِ وَالتَّخَلِّي وَارْتِفَاعُ الْمَوَانِعِ عُرْفًا وَعَادَةً حَقِيقَةً.(38)

"انگلیوں سے قبضہ (یعنی حسی قبضہ) شرط نہیں ہے، اس لیے کہ قبضہ کے معنی تمکن، تخلی اور عرف و عادت اور حقیقت کے اعتبار سے موانع کے ختم ہو جانے کے ہیں۔"

یعنی عرف و عادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے عمل کو بھی قبضہ کے قائم مقام سمجھا جائے گا، جو کہ عرف و عادات میں قبضہ متصور ہو اور اس کی روشنی میں خرید و فروخت کو جائز سمجھا جائے گا۔

ڈیلیوری آرڈر (delivery order) کے ذریعے خرید و فروخت:

تجارتی کلچر میں خرید و فروخت کرنے کے طریقوں میں بہت تنوع اور جدت آچکی ہے۔ بسا اوقات مشتری D.O یعنی ڈیلیوری آرڈر (dilivery order)(39) کے مطابق کمپنی سے مال وصول کرلیتا ہے اور پھر قبضہ کرنے کے بعد اسے آگے فروخت کرتا ہے لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا بلکہ مال وصول کرنے کی بجائے ڈیلیوری آرڈر (D.O) کو ہی آگے فروخت کر دیا جاتا ہے اور ڈیلیوری آرڈر کو مختلف ہاتھوں میں فروخت کرنے کا یہ سلسلہ آگے چلتا رہتا ہے۔ اب شرعی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا D.O کو اس طرح آگے فروخت کرنا جائز ہے؟۔ اس کا اصولی جواب علامہ ابن ہمام نے یہ دیا ہے کہ منقول (movable) اشیاء کو قبضہ سے قبل آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(40)

آج کے دور میں چونکہ تجارتی معاملات بہت منظم اور جدید تکنیک پر استوار ہو چکے ہیں۔ ان سائنسی ٹولز کے استعمال کی وجہ سے غرر اور دھوکے خدشات بہت کم ہوگئے ہیں۔ ان حالات میں سامان کی کسی بڑی کھیپ کو پہلے ایک جگہ سے دوسر جگہ منتقل کرنا اور پھر آگے فروخت کرنا کثیر اخراجات اور وقت کے ضیاع کا باعث ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اگر مشتری کے مال کو مطلوبہ صفات کے مطابق تیار کرکے فیکٹری کے اندر ہی ممیز و ممتاز کرکے الگ کر دیا جائے تو اس تخلیہ کے باعث اسے معنوی قبضہ متصور کیا جائے گا، لہذا مشتری اس ڈیلیوری آرڈر (dilivery order) کو مال کی رسید ہونے کی بنا پر مال کو آگے فروخت کر سکتا ہے۔

اصل غور طلب امر یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے اس امر کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ جہازوں پر آنے والے مال کو کس مرحلے میں آگے فروخت کیا جاسکتا ہے اور کب نہیں؟۔ امور تجارت میں شریعت اسلامیہ کے دو بنیادی اصولوں میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ قبضہ کے بغیر مال کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، دوسرا اصول یہ ہے کہ مشتری کے وکیل کا قبضہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے خریدار نے خود قبضہ کیا ہو۔ ان دو اصولوں کی روشنی میں قبضہ کے حوالے سے ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی لکھتے ہیں:

"ان دو اصولوں کی روشنی میں علماءِ کرام نے فرمایا کہ اگر ایکسپورٹر مال بحری جہاز (ship) پر سوار کرا کر اس کے کاغذات جیسے بل آف لیڈنگ (bill of lading)(41) وغیرہ بھیج دے تو امپورٹر کو جب یہ کاغذات وصول ہو جائیں اس وقت اس کے لئے اپنا مال آگے فروخت کرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس کا سامان جہاز میں آنے والے دیگر سامان سے ممتاز اور نمایاں ہو یا فیصد کے اعتبار سے معلوم اور متعین ہو... اس کی وجہ یہ ہے کہ شپنگ کمپنی ایکسپورٹر سے مال وصول کر کے امپورٹر تک پہنچاتی ہے اس طرح وہ شرعی اور قانونی اعتبار سے امپورٹر کی طرف سے سامان پر قبضہ کرنے کی وکیل ہوتی ہے، کیوں کہ وکیل کا قبضہ اصل مالک کا قبضہ شمار ہوتا ہے تو شپنگ کمپنی کے قبضہ میں مال آنے کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مال خود امپورٹر کے قبضہ میں آگیا۔"(42)

حسی قبضہ سے قبل آگے مال کو فروخت نہ کیا جائے تو یہ بہتر ہو گا۔

معاشی نقطہ نظر سے بغیر سامان کے محض اندازوں پر خرید و فروخت کا جال بچھانا نقصان دہ ہے۔ اس طریقے سے معیشت کی حقیقی سرگرمیاں وجود میں لانے کی بجائے مصنوعی طور پر پیسہ گھمانے کا کھیل کھیلا جاتا ہے جو کسی بھی معیشت کے لئے نہایت مضرت رساں ہوتا ہے۔

خلاصہ:

اسلامی تعلیمات کی روشنی مین بین الاقوامی تجارت پر یہودیت کے اثرات کا جائزہ لینے سے جو اہم امور منصہ شہود پر آئے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

- پارسیوں کا تجارتی نقطہ نظر سرمایہ کاروں اور تاجروں کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے۔ پارسی تجارت میں برداشت کے اصول کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اگرچہ تجارت میں منافع پر توجہ مرکوز رہتی ہے مگر تجارتی آمدن کے لیے صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ مایوسی سے بچتے رہنا چاہئے۔ اس اصول کی بنیاد پر تجارتی کامیابی ملتی ہے۔
- پارسی تجارتی طریقہ میں بھی اخلاقیات، انصاف پسندی اور سماجی ذمہ داریوں کو اچھے سے مکمل کرنے پر زور دیا گیا ہے اور اسی کو عالمی سطح پر اپنانے کی جانب توجہ دی جاتی ہے۔
- دور حاضر میں برصغیر میں پارسی طریقہ تجارت پر عمل پیرا ہیں، جس میں صبر کے ساتھ اپنے فائدہ کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ تجارتی مقاصد کے حصول کے لیے انہوں نے ہر طرح کی صنعت وحرفت کی جانب توجہ دی۔ سودی طریقہ کار کو بھی اپنائے ہوئے ہیں۔
- اسلام میں سودی کاربار جائز ہے، اس کے ذریعے حاصل شدہ آمدنی بھی حرام ہے، اس لیے قبضہ سے قبل اشیاء کی خرید وفروخت اسلام میں جائزہ نہیں۔
- پارسی بھی خرید وفروخت میں رضامندی کو اہم قرار دیتے ہیں، جیسے اسلام تجارت میں باہمی رضامندی کو لازم قرار دیتا ہے۔
- پارسیوں کے حاصل تجارت مال حاصل کرنے اور اجارہ داری قائم کرنے کا ذریعہ ہے، جب کہ اسلام میں تجارت کو عبادت اور معاشرہ میں رہنے کے لیے ریڑھ کی حیثیت حاصل ہے، اسی لیے ہر طرح کے ناجائز ذرائع آمدن سے حاصل آمدنی کو اسلام حرام قرار دیتا ہے۔ جدید معاشی امور میں بھی اسلام کے اصولوں کی پابندی لازم ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

(References)حوالہ جات

[1] . *Lewis P. (1985) Defining, business ethics like nailing jello to a wall journal of Bussiness ethics 4, 377-383*

[2] . *Kotak Securities http://www.Rotak Securities.com. 17-Ape 2023.*

[3] . *Kotak Securities.com 17, Apr- 2023*

[4] . *Kotak Securities.com 17, Ape 2023.*

(5) *Sir Dinsha Manekji Petit v. Sir Jamsetji Jijibhai, Bombay High Court, Bench: Justices Dinshaw Davar and Frank Beaman, 1909, 33 ILR 509 and 11 BLR 85.*

(6) *Bakhtiar Dadabhoy, Sugar in Milk: Lives of Eminent Parsis, Rupa Publications India, 2008, p.*

(7) *https://parsikhabar.net/heritage/remembering-parsi-greats-on-navroze/4051/*

(8) *Bakhtiar Dadabhoy, Sugar in Milk: Lives of Eminent Parsis, Rupa Publications India, 2008, p.*

(9) *https://parsikhabar.net/heritage/remembering-parsi-greats-on-navroze/4051/*

(10) *Bakhtiar Dadabhoy, Sugar in Milk: Lives of Eminent Parsis, Rupa Publications India, 2008, p.*

(11) *https://parsikhabar.net/heritage/remembering-parsi-greats-on-navroze/4051/*

(12) *Bakhtiar Dadabhoy, Sugar in Milk: Lives of Eminent Parsis, Rupa Publications India, 2008, p.*

(13) *https://parsikhabar.net/heritage/remembering-parsi-greats-on-navroze/4051/*

(14) *Bakhtiar Dadabhoy, Sugar in Milk: Lives of Eminent Parsis, Rupa Publications India, 2008, p.*

(15) *Bakhtiar Dadabhoy, Sugar in Milk: Lives of Eminent Parsis, Rupa Publications India, 2008, p.32*

[16] . *Matthias Helble, ON THE INFLUENCE OF WORLD RELIGIONS ON INTERNATIONAL TRADE, p: 387, World Health Organization, March 2006*

[17] . Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." The Scholar Islamic Academic Research Journal 6, no. 1 (2020): 379-409.

[18]. *Jaffar, Saad, Imran Naseem, Syed Ghazanfar Ahmed, Muhammad Waseem Mukhtar, Zeenat Haroon, and Waqar Ahmed. "ATTRIBUTE AND SERVICES OF THE MEMBERS OF QAZA/SANHEDRIN: A COMPARATIVE STUDY IN THE LIGHT OF TALMUD AND ISLAMIC TEACHINGS." Russian Law Journal 11, no. 2 (2023).5*

([19])ترمذی، السنن، کتاب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع مالیس عندک، ج3، ص534، رقم:1233۔

([20])ابو داود، السنن، کتاب الاِجارۃ، باب فی رجل یبیع مالیس عندہ، ج3، ص283، رقم:3503۔

([21])مالک، الموطا، کتاب البیوع، باب العینۃ وما یشبھھا، ج2، ص642، رقم:1315۔

([22])بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب منتھی التلقی، ج2، ص759، رقم:2059۔

([23])ابو داود، السنن، کتاب الاِجارۃ، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، ج3، ص281، رقم:3498۔

([24]) اکتناز سے مراد جمع کیا ہوا وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔

([25]) لوگوں کی ضرورتوں اور مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے مصنوعی معاملہ کے ذریعے عارضی قلت پیدا کرنا تاکہ زیادہ سے زیادہ نفع کمایا جاسکے، سٹہ بازی(Speculation) کہلاتا ہے۔

([26])بیھقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی (384-458ھ) المدخل اِلی السنن الکبریٰ، الکویت: دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، 1998ء، ج5، ص313، رقم:10998۔

([27])بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، بَاب بَیْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ یُقْبَضَ وَبَیْعِ مَا لَیْسَ عِنْدَکَ، ج2، ص751، رقم:2028۔

([28])ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد الظاھری (383-456ھ) المحلی بالآثار، بیروت: دار الفکر، بیروت، 1413ھ، ج8، ص520۔

([29]) شرعی اعتبار سے قبضہ کی دو قسمیں ہیں: قبضہ حسی(physical possession) اور قبضہ حکمی(constructive possession)، قبضہ حسی(physical possession) سے مراد یہ ہے کہ خریدے ہوئے مال پر مشتری عملاً اور حساً قبضہ کرلے، جیسے کوئی خریدار کسی کمپنی سے روئی وغیرہ خرید کر اسے اپنے گودام میں منتقل کرلے۔ قبضہ کی دوسری قسم حکمی(constructive possession) ہے۔ اس میں مال کو حساً تو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاتا مگر مشتری کے مال کو بائع(seller) کے دوسرے سامان سے نمایاں اور ممتاز کر دیا جاتا ہے اور مشتری کو وہ مال اپنے تصرف میں لانے کا مکمل اختیار ہوتا ہے۔

([30])ابو داود، السنن، کتاب الاِجارۃ، باب فی الرجل یبیع مالیس عندہ، ج3، ص282، رقم:3504۔

([31])شامی، ردالمحتار علی درالمختار، ج:20، ص36۔

([32])الرملی، شمس الدین محمد بن ابو العباس، نھایۃ المحتاج الی شرح المنھاج، ج4، ص75، 83۔

([33])الدردیر، ابو البرکات احمد بن محمد المالکی (1127-1201ھ)، الشرح الصغیر علی أقرب المسالک اِلی مذھب الاِمام مالک: دار المعارف، 1986ء، ج3، ص195۔

(علامہ ابو البرکات احمد دردیر مالکی 1127ھ میں پیدا ہوئے اور 1201ھ میں فوت ہوئے۔ آپ مالکی فقیہ اور صوفی تھے اور دردیر کے نام سے مشہور تھے۔ اہم تصانیف اقرب المسالک لمذھب الامام مالک اور العقد الفرید فی اِیضاح السؤال عن التوحید ہیں

(بغدادی، ایضاح المکنون، 3/122، عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، 2/27)۔

([34])کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ج5، ص238۔

([35])بھوتی، ابو السعادات منصور بن یونس حنبلی (1000-1051ھ) کشاف القناع، بیروت، لبنان: دار الفکر، 1402ھ، ج3، ص241۔

([36]) صمدانی، اعجاز احمد، ڈاکٹر، تجارتی کمپنیوں کالائحہ عمل، لاہور، پاکستان: ادارہ اسلامیات، 2008ء، ص155-160۔

([37]) قاسمی، جدید تجارتی شکلیں، مقالہ از محمد رضوان القاسمی، ص39۔

([38])کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ج، 5، ص148، وابن قدامہ، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل، ج4، ص90۔

([39])ڈیلیوری آرڈر (dilivery order) سے مراد وہ رسید ہے جو مشتری کو مال کی خریداری کے بعد کمپنی کی طرف سے جاری کی جاتی ہے۔ڈیلیوری آرڈر اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ خرید کنندہ کا اتنا مال کمپنی کے ذمہ واجب الادا ہے۔

([40])ابن ھمام، فتح القدیر شرح الھدایۃ، ج6، ص135-

([41])جہازران کمپنی مال بک ہونے کی جو رسید جاری کرتی ہے اس رسید کو Bill of Lading کہتے ہیں۔درآمد کنندہ یہ کاغذات دکھا کر بندر گاہ سے مال وصول کرتا ہے۔

([42])صمدانی، تجارتی کمپنیوں کالائحہ عمل، ص206۔